فضائل و مسائل

قربانی

از افادات

متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم

تزئین و ترتیب: مفتی نثار احمد قاسمی / کوسہ ممبرا

فضائل ومسائل قربانی

متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تزئین وترتیب: مفتی نثار احمد قاسمی/کوسہ ممبرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربانی کی اہمیت

قربانی ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے شروع ہوئی اور اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا السلام تک مشروع چلی آرہی ہے، ہر مذہب وملت کا اس پر عمل رہاہے۔قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾

[الحج:34]

ترجمہ: ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ چوپائیوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائے۔

قربانی کا عمل اگرچہ ہر امت میں جاری رہاہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں خصوصی اہمیت اختیار کر گیا،اسی وجہ سے اسے ''سنتِ ابراہیمی'' کہا گیاہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محض خدا کی رضامندی کے لیے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کیلئے پیش کیا تھا۔اسی عمل کی یاد میں ہر سال مسلمان قربانیاں کرتے ہیں۔اس قربانی سے ایک اطاعت شعار مسلمان کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ رب کی فرمانبرداری اور اطاعت میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے اورمال ومتاع کی محبت کو چھوڑ کر خالص اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرے۔نیز قربانی کرتے وقت یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیئے کہ قربانی کی طرح دیگر تمام عبادات میں مقصود رضاءِ الٰہی رہے، غیر کے لیے عبادت کا شائبہ تک دل میں نہ رہے۔گویا مسلمان کی زندگی اس آیت کی عملی تفسیر بن جائے:

﴿إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ﴾

[الأنعام:162]

ترجمہ: میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا، سب اللہ کی رضامندی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

قربانی کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس پر مداومت فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ عَشَرَسِنِيْنَ يُضَحِّیْ.

[جامع الترمذی:ج 1، ص:409: ابو اب الاضاحی]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا (اس قیام کے دوران آپ قربانی کرتے رہے۔

قربانی کے فضائل

کئی احادیث میں قربانی کے فضائل وارد ہیں۔ چند یہ ہیں:

۱- عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَارَسُوْلَ اللهِ! مَا هٰذِهِ الاَضَاحِیُّ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عليه السلام قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۔

[سنن ابن ماجه ص 226 باب ثواب الاضحيه]

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟(یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟)آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہمیں اس قربانی کے کرنے میں کیا ملے گا؟ فرمایا ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (پھر

سوال کیا) یارسول اللہ ! اون (کے بدلے میں کیا ملے گا) فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔

۲- ”عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : مَاعَمِلَ آدَمِیٌ مِنْ عَمَلٍ یَوْ مَ النَّحْرِ اَحبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ اَنَّہٗ لَیَتَأْتِی یَوْمَ الْقِیامَۃِ بِقُرُوْنِھَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَّ یَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْساً“

[جا مع تر مذی ج1ص275 با ب ما جاء فی فضل الاضحیه]

ترجمہ: عید الاضحی کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں شرفِ قبولیت حاصل کرلیتا ہے، لہذا تم خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔

۳- ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و سلم مَا اُنْفِقَتِ الْوَرِقُ فِیْ شَئْیٍ اَفْضَلُ مِنْ نَحِیْرَۃٍ فِیْ یَوْ مِ الْعِیْدِ“

[سنن الدارقطنی ص774با ب الذبا ئح ،سنن الکبریٰ للبیہقی ج9 ص 261]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی خرچ کی فضیلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہ نسبت اس خرچ کے جو بقرہ عید والے دن قربانی پر کیا جائے ہر گز نہیں۔

قربانی کے مسائل

(۱) قربانی واجب ہے:

- ہر صاحبِ نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے۔ اس بارے میں قرآن وسنت میں کئی دلائل موجود ہیں۔ چند یہ ہیں:

دلیل (۱):

﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾

[الکوثر:2]

ترجمہ: آپ اپنے رب کی نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

مشہور مفسر علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"قَالَ عِکْرِمَۃُ وَعَطَاءُ وَقتَادَۃُ فَصَلِّ لِرَبِّکَ صَلوٰۃُ الْعِیْدِ یَوْمَ النَّحْرِ وَنَحْرُ نُسُکِکَ فَعَلٰی ھٰذَا یَثْبُتُ بِہٖ وُجُوْبُ صَلوٰۃِ الْعِیْدِ وَ الْاُضْحِیَّۃِ"

[تفسیرمظہری :ج:10:ص:353]

ترجمہ: حضرت عکرمہ، حضرت عطاء اور حضرت قتادۃ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ "فَصَلِّ لِرَبِّکَ" میں "فصل" سے مراد "عید کی نماز" اور "وانحر" سے مراد "قربانی" ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز عید اور قربانی واجب ہے۔

علامہ ابو بکر جصاص رحمہ اللہ اپنی تفسیر "احکام القرآن" میں فرماتے ہیں:

"قَالَ الْحَسَنُ صَلوٰۃُ یَوْمِ النَّحْرِ وَنَحْرُ الْبَدَنِ ...قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ ھٰذَاالتَّاوِیلُ یَتَضَمَّنُ مَعْنَیَیْنِ؛اَحَدُھُمَا اِیْجَابُ صَلوٰۃِ الْاَضْحٰی وَالثَّانِیْ وُجُوْبُ الْاُضْحِیَّۃِ"

[احکا م القر آن للجصا ص ج3ص 419 تحت سورۃ الکوثر]

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت "فَصَلِّ لِرَبِّکَ" میں جو نماز کا ذکر ہے اس سے عید کی نماز مراد ہے اور "وانحر" سے قربانی مراد ہے۔

حضرت ابو بکر جصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

۱: عید کی نماز واجب ہے۔ ۲: قربانی واجب ہے۔

دلیل (۲):

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَنْ کَانَ لَہٗ سَعَۃٌ وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا".

[سنن ابن ماجہ ص226باب الاضاحی ھی واجبۃ ام لا،مسنداحمد ج2ص 321 رقم8254]

[السنن الکبریٰ ج9ص260کتاب الضحایا، کنز العمال رقم 12261]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ بھٹکے۔

وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید ارشاد فرمائی اور وعید ترک واجب پر ہوتی ہے۔ تو معلوم ہوا قربانی واجب ہے۔

دلیل (۳):

حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

’’كُنَّاوُ قُوفاً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِعرَفَةَ فقَالَ يَاأيُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلىٰ كُلِّ اَہْلِ بَيْتٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ اُضْحِيَةً وَعَتِيْرَةً‘‘

[سنن ابن ما جہ ص226باب الاضاحی ھی واجبۃ ام لا،سنن نسا ئی ج2ص 188 کتا ب الفرع والعتیرۃ]

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی اور عتیرہ واجب ہے۔

اس حدیث سے دو قسم کی قربانیوں کا حکم معلوم ہوا: ایک عید الاضحی کی قربانی اور دوسرا عتیرہ۔

فائدہ:

’’عتیرہ‘‘ اس قربانی کو کہا جاتا ہے جو زمانہ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں بتوں کے نام پر ہوتی تھی پھر اسلام آنے کے بعد اللہ تعالی کے نام پر ہونے لگی، لیکن بعد میں اسے منسوخ فرمادیا گیا۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

’’نَهىٰ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْفَرْعِ وَالْعَتِيْرَةِ‘‘

[سنن النسائی ج2 ص188 کتا ب الفرع والعتیرہ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمادیا۔

فائدہ: ''فرع''اس بچہ کو کہا جاتا تھا جو اونٹنی پہلی مرتبہ جنتی تھی اور اس کو بتوں کے نام پر قربان کیا جاتا تھا، ابتدا اسلام میں یہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح ہوتی رہی لیکن بعد اسے میں منسوخ کر دیا گیا۔

[زہر الربیٰ علی النسائی للسیوطی ج2 ص188]

دلیل (۴):

حضرت جندب بن سفیان البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

''شَهِدْتُّ النَّبِيَّ ﷺ يَوْ مَ النَّحْرِ فَقَالَ : مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا أُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْ بَحْ فَلْيَذْبَحْ''

[صحیح البخاری ج2ص843 باب من ذبح قبل الصلوٰۃ اعاد]

ترجمہ: میں نبی ﷺ کی خدمت میں عید الاضحی کے دن حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عید کی نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر دیا تو اسے چاہیے کہ اس جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) ذبح نہیں کیا تو اسے چاہیئے کہ (عید کی نماز کے) بعد ذبح کرے۔

اس میں آپ ﷺ نے عید سے پہلے قربانی کرنے کی صورت میں دوبارہ لوٹانے کا حکم دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ قربانی واجب ہے۔

(۲) قربانی کس پر واجب ہے؟

جس مرد و عورت میں قربانی کے ایام میں درج ذیل باتیں پائی جاتی ہوں اس پر قربانی واجب ہے:

(۱) مسلمان ہو۔

دلیل:

''لِاَنَّهَا قُرْ بَةٌ وَالْكَافِرُ لَيْسَ مِنْ اَہْلِ الْقُرَبِ''

[بدائع الصنائع: ج4، ص195]

قربانی عبادت وقربت کا نام ہے اور کافر عبادت اور قربت کا اہل نہیں۔

(۲) آزاد ہو۔

دلیل:

”لِاَنَّ الْعَبْدَ لَا یَمْلِکُ“

[البحر الرائق:ج2 ،ص:271]

ترجمہ: قربانی غلام پر واجب نہیں کیوں کہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔

(۳) صاحب نصاب ہو۔

دلیل:

”عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ کَانَ لَہٗ سَعَۃٌ وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلاَّنَا“

[سنن ابن ماجہ:ص226،باب الاضاحی ھی واجبۃ ام لا]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو وسعت ہو اس کے باوجود قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے لیے صاحبِ وسعت ہونا ضروری ہے جسے ”صاحب نصاب“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔(اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)

(۴) مقیم ہو، مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

دلیل:

”عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ لَیْسَ عَلَی الْمُسَا فِرِ اُضْحِیَّۃٌ“

[المحلی بالآثار لابن حزم:ج6،ص37،مسئلہ نمبر979]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

(۳) قربانی کا نصاب:

قربانی واجب ہونے کا نصاب وہی ہے جو نصاب صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کا ہے۔

[الفتاویٰ الهندیہ:ج5ص360، کتاب الاضحیہ]

پس جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر قربانی کرنا واجب ہے۔

[الجوہرة النیرة:ج1ص160،باب من یجوز دفع الصدقة الیه ومن لایجوز]

یاد رہے کہ وہ اشیاء جو ضرورت و حاجت کی نہ ہوں بلکہ محض نمود و نمائش کی ہوں یا گھروں میں رکھی ہوئی ہوں اور سارا سال استعمال میں نہ آتی ہوں تو وہ بھی نصاب میں شامل ہوں گی۔

[بدائع الصنائع : ج2ص،158،159،ردالمحتار ج3ص346باب مصرف الزکوٰة والعشر]

(۴)قربانی کے جانور:

پانچ قسم کے جانور قربانی کے لیے ذبح کئے جاسکتے ہیں:

(۱) بھیڑ،(۲) بکری،(۳) گائے،(۴) بھینس،(۵) اونٹ (نر یا مادہ)۔

دلیل:

﴿ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ﴾

﴿... وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ﴾

[انعام: 143، 144]

ترجمہ: آٹھ جانور ہیں دو بھیڑوں میں سے اور دو بکریوں میں سے، دو اونٹوں میں سے اور دو گائیوں میں سے۔

فائدہ: قربانی کے جانوروں میں بھینس بھی داخل ہے کیونکہ یہ بھی گائے کی ایک قسم ہے، لہذا بھینس کی قربانی بھی جائز ہے۔

دلیل:

(۱):اجماع امت:

"وَاَجْمَعُوْا علیٰ اَنَّ حُكْمَ الْجَوَامِيْسِ حُكْمُ الْبَقَرِ"

[كتاب الاجماع لابن المنذر:ص37]

ترجمہ: ائمہ حضرات کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔

(۲):لغت:

"اَلْجَا مُوْسُ ضَرْبٌ مِّنْ كِبَا رِ الْبَقَرِ"

[المنجد:ص101]

ترجمہ: بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔

(۳):حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْجَا مُوْسُ بِمَنْزِلَةِ الْبَقَرِ

[مصنف ابن ابی شيبه:ج7،ص65 رقم:10848]

ترجمہ: بھینس گائے کے درجہ میں ہے۔

(۴):امام مالک بن انس مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اِنَّمَا هِيَ بَقَرٌ كُلُّهَا"

[مؤطا امام مالک:ص294 ،باب ما جا ء فی صدقة البقر]

ترجمہ: یہ بھینس گائے ہی ہے (یعنی گائے کے حکم میں ہے)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"اَلْجَوَامِيْسُ وَالْبَقَرُ سَوَاءٌ"

[كتاب الاموال لابن عبيد:ج2،ص385،رقم:812]

ترجمہ: گائے اور بھینس برابر ہیں (یعنی ایک قسم کی ہیں)۔

(۵):امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تُحْسَبُ الْجَوَامِيْسُ مَعَ الْبَقَرِ"

[مصنف عبدالرزاق:ج4ص23،رقم الحديث:6881]

ترجمہ: بھینسوں کو گائے کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔

فائدہ:

حلال جانور کے سات اعضاء کھانا مکروہ ہیں۔

دلیل:

عَنْ مُجَاهِدٍقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا،اَلدَّمَ وَالْحَيَاءَ وَالْاُنْثَيَيْنِ وَالْغُدَّ وَالذَّكَرَ وَالْمَثَانَةَ وَالْمَرَارَةَ

[مصنف عبدالرزاق:ج4،ص409،السنن الکبری للبیهقی:ج10،ص7،باب مایکره من الشاة]

ترجمہ: حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بکری کے سات اعضاء کھانے کو پسند نہیں کرتے تھے۔

(۱)خون،(۲)مادہ جانور کی شرمگاہ،(۳)خصیتین،(۴)غدود،(۵)نر جانور کی پیشاب گاہ ،(۶)مثانہ،(۷)پتہ

(۵)جانور کی عمر:

قربانی کے جانوروں میں بھیڑ، بکری ایک سال، گائے، بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے،البتہ وہ بھیڑ اور دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

دلیل:

”عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْ بَحُوْا جَذْ عَةً مِّنَ الضَّأْنِ“

[صحیح مسلم:ج2،ص155باب سن الاضحیه]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ پاک ﷺ نے فرمایا: قربانی کے لیے عمر والا جانور ذبح کرو، ہاں اگر ایسا جانور میسر نہ ہو تو پھر چھ ماہ کا دنبہ ذبح کرو جو سال کا لگتا ہو۔

اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں:

نمبر ا:

اس میں آپ ﷺ نے قربانی کے جانور کے لیے لفظ ''مسنہ'' استعمال فرمایا ہے، بقول امام ترمذی رحمہ اللہ فقہاء کرام احادیث کے معانی و مطالب زیادہ جانتے ہیں۔

[جامع الترمذی: ج1، ص193 باب غسل المیت]

چنانچہ جمہور فقہاء کرامؒ نے ''مسنہ'' کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ اس سے مراد ''الثنی'' یعنی وہ جانور ہے جس میں عمر کا لحاظ رکھا گیا ہو، چنانچہ بھیڑ، بکری ایک سال کی ہو، گائے اور بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

(ا) مشہور محدث و فقیہ علامہ ابو الحسین القدوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اِنَّ الْفُقَهَاءَ قَالُوْا...وَالثَّنی[مِنَ الْغَنَمِ اِبْنُ سَنَةٍ] وَالثَّنی مِنْهُ [مِنَ الْبَقَرِ]اِبْنُ سَنَتَيْنِ وَالثَّنی[مِنَ الْاِبِلِ] اِبْنُ خَمْسٍ''

[الفتاویٰ عالمگیریہ: ج5، ص367]

ترجمہ: حضرات فقہاء کرام یہ فرماتے ہیں کہ بھیڑ، بکری ایک سال کی، گائے دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔

(۲) محدث و فقیہ علامہ زین الدین ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَالثَّنی مِنَ الضَّأ نِ وَالْمَعْزِ اِبْنُ سَنَةٍ وَمِنَ الْبَقَرِ اِبْنُ سَنَتَيْنِ وَمِنَ الْاِبِلِ اِبْنُ خَمْسِ سِنِيْنَ''

[البحر الرائق: ج8ص201 کتاب الاضحیہ]

ترجمہ: بھیڑ اور بکری ایک سال کی، اور گائے دو سال کی، اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔

اور یہی تعریف ان کتب میں بھی موجود ہے:

بذل المجهود شرح سنن ابی داؤد: ج4ص71

تکملہ فتح الملهم شرح صحیح مسلم: ج3ص558

نمبر ۲:

مذکورہ حدیث میں ''مسنہ'' نہ ملنے کی صورت میں ''جَذْعَةٌ مِّنَ الضَّأنِ'' کا حکم فرمایا اس سے مراد وہ دنبہ ہے جو چھ ماہ کا ہو۔ مگر دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو۔

چنانچہ علامہ زین الدین ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَقَالُوْا هٰذَا اِذَا كَانَ الْجَذَعُ عَظِيْماً بِحَيْثُ لَوْخَلَطَ بِالثَّنِيَّاتِ يَشْتَبِهُ عَلَى النَّا ظِرِيْنَ وَالْجَذَعُ مِنَ الضَّأ نِ مَا تَمَّتْ لَهُ سِتَّةُ اَشْهُرٍ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ''

[البحر الرائق: ج8ص202 کتاب الاضحیه]

ترجمہ: حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ دنبہ ہے جو اتنا بڑا ہو اگر اس کو سال والے دنبوں میں ملا دیا جائے تو دیکھنے میں سال والوں کے مشابہ ہو اور حضرات فقہاء کے نزدیک جذع (دنبہ) وہ ہے جو چھ ماہ مکمل کر چکا ہو۔

(٦) شرکاء اور ان کی تعداد:

- قربانی کا جانور اگر اونٹ گائے یا بھینس ہو تو اس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں:

دلیل (۱):

''عَنْ جَا بِرٍ رضی اللہ عنه قَالَ خَرَ جْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُهِلِّيْنَ بِا لْحَجِّ فَاَمَرَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه و سلم اَنْ نَّشْتَرِکَ فِی الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِّنَّا فِیْ بَدَنَةٍ''

[صحیح مسلم: ج1، ص424 باب جواز الاشتراک الخ]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم آپ ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات (آدمی) شریک ہو جائیں۔

دلیل (۲):

”عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَا مَ الحُدَ يْبِيَةِ اَلْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَ عَنْ سَبْعَةٍ“

[صحیح مسلم ج1ص424 باب جوا ز الاشتراک الخ]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حدیبیہ والے سال آپ ﷺ کے ساتھ قربانی کی۔ چنانچہ اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربان کی۔

- اگر قربانی کا جانور بکری یا بھیڑ ہو تو وہ صرف ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے:

دلیل (۱):

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”اَنَّ النَّبِیَ صلی اللّٰہ علیہ و سلم اَتَا ہُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ عَلَیَّ بَدَ نَةً وَاَنَا مُوْ سِرٌ بِهَا وَلَا اَجِدُ هَا فَاَشْتَرِ يْهَا فَا مَرَ ہُ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ و سلم اَنْ يَّبْتَاعَ سَبْعَ شِيَاةٍ فَيَذْبَحُهُنَّ“

[سنن ابن ماجہ: ص 226،کتا ب الاضاحی باب کم یجزی من الغنم عن البدنۃ]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ مجھ پر ایک بڑا جانور (اونٹ یا گائے) واجب ہو چکا ہے اور میں مالدار ہوں اور مجھے بڑا جانور نہیں مل رہا کہ میں اسے خرید لوں (لہٰذا

اب کیا کروں؟) توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات بکریاں خرید لو اور انہیں ذبح کر لو۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے بڑے جانور کو سات بکریوں کے برابر شمار کیا اور بڑے جانور میں قربانی کے سات حصے ہو سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ ایک بکری یا ایک دنبہ کی قربانی ایک سے زیادہ افراد کی طرف سے جائز نہیں۔

دلیل (۲):

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

"اَلشَّا ةُ عَنْ وَاحِدٍ"

[اعلاء السنن: ج 17، ص210، باب ان البدنة عن سبعة]

ترجمہ: بکری ایک آدمی کی طرف سے ہوتی ہے۔

(۷) قربانی کے دن:

قربانی کے تین دن ہیں: ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ذوالحجہ۔

دلیل (۱):

﴿لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ﴾

[الحج: 28]

ترجمہ: تاکہ اپنے فوائد کیلئے آموجود ہوں اور ایام مقررہ میں ان مخصوص چوپائیوں پر اللہ کا نام لیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فَا لْمَعْلُوْمَاتُ يَوْ مُ النَّحْرِ وَيَوْ مَانِ بَعْدَهُ"

[تفسیرابن ابی حاتم الرازی: ج6، ص261]

ترجمہ: ایام معلومات سے مراد یوم نحر (10 ذوالحجہ) اور اس کے بعد دو دن ہیں۔

دلیل (۲):

"عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه و سلم مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلاَ يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِيْ بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ"

[صحیح بخاری: ج2،ص835،باب ما یؤکل من لحوم الاضاحی]

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: تم میں جو شخص قربانی کرے تو تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہ رہنا چاہیے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں، اس لئے کہ جب چوتھے دن قربانی کا بچا ہوا گوشت رکھنے کی اجازت نہیں تو پورا جانور ذبح کرنے کی اجازت کہاں سے ہو گی؟

فائدہ: تین دن کے بعد قربانی کا گوشت رکھنے کی ممانعت ابتدائے اسلام میں تھی، بعد میں اجازت دی گئی کہ اسے تین دن کے بعد بھی رکھا جا سکتا ہے۔

[مستدرک حاکم ج4ص259]

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ "جب تین کے بعد گوشت رکھنے کی اجازت مل گئی تو تین دن کے بعد بھی قربانی کی جا سکتی ہے" اس لیے کہ گوشت تو سارا سال بھی رکھا جا سکتا ہے تو کیا قربانی کی اجازت سارا سال ہو گی، ہر گز نہیں۔ تین دن کے بعد قربانی کی اجازت نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے۔

دلیل (۳):

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں۔

[مؤطا امام مالک ص497، کتاب الضحایا]

دلیل (۴):

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: اَلنَّحْرُ يَوْمَانِ بَعْدَيَوْمِ النَّحْرِوَاَفْضَلُهَا يَوْمُ النَّحْرِ"

[احکام القرآن للطحاوی:ج2ص205]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن (دس ذوالحجہ) اور اس کے بعد کے دو دن ہیں،البتہ یوم النحر (دس ذوالحجہ) کو قربانی کرنا افضل ہے۔

(۸)قربانی کا وقت:

قربانی کا وقت شہر والوں کے لیے نماز عید ادا کرنے کے بعد اور دیہات والوں کے لیے جن پر نماز جمعہ فرض نہیں، صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے لیکن سورج طلوع ہونے کے بعد ذبح کرنا بہتر ہے۔

[فتاویٰ قاضیخان، فتاویٰ شامی]

چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ’:

’سِمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ و سلم یَخْطُبُ فَقَالَ :اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهٖ مِنْ یَوْ مِنَا هٰذَااَنْ نُّصَلِّیَ ثُمَّ نَرْ جِعَ وَنَنْحرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَفَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ یُقَدِّمُهُ لِاَهْلِهٖ لَیْسَ مِنَ النُّسکِ فِیْ شَیْئٍ“۔

[صحیح البخا ری:ج 2،ص834 کتا ب الاضاحی باب الذبح بعد الصلوٰۃ]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ہمارے اس عید کے دن میں سب سے پہلا کام یہ ہے ہم نماز پڑھیں پھر واپس آکر قربانی کریں جس نے ہمارے اس طریقہ پر عمل کیا یعنی عید کے بعد قربانی کی تو اس نے ہمارے طریقے کے مطابق درست کام کیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تو وہ ایک گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کیا ہے اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے نماز عید سے پہلے قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے، دیہات میں چونکہ نماز عید کا حکم نہیں ہے،اس لئے وہاں

اس شرط کا وجود ہی نہیں تو ان کے لیے یہ حکم نہ ہوگا۔ وہاں قربانی کے وقت کا شروع ہونا ہی کافی ہوگا اور اس کا آغاز طلوع فجر سے ہو جاتا ہے۔

(۹) عمومی مسائل:

- خصی جانور کی قربانی کرنا جائز بلکہ افضل ہے۔

[سنن ابی داؤد ج2ص386 باب ما یستحب من الضحایا]

- اگر کوئی آدمی عقیقہ کی نیت سے قربانی کے جانور میں اپنا حصہ رکھ لے تو یہ جائز ہے۔

[فتاویٰ عالمگیریہ ج5ص375]

- ایسا لنگڑا جانور جو چلتے وقت پاؤں زمین پر بالکل نہ رکھ سکتا ہو اس کی قربانی جائز نہیں البتہ اگر وہ چلنے میں اس پاؤں سے کچھ سہارا لیتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

[سنن ابی داؤد:ج:2،ص387،ردالمحتار:ج:9:ص 536 کتا ب الاضحیہ]

- اگر جانور کے اکثر دانت ٹوٹے ہوئے ہوں کہ چارہ بھی نہ کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں، ہاں اگر چارہ کھا سکتا ہو تو قربانی جائز ہے۔

[ردالمحتار ج9 ص 537 کتا ب الاضحیہ]

- جس جانور کی پیدائشی طور پر ایک یا دونوں کان نہ ہوں یا کان کا تیسرا یا اس سے زیادہ حصہ کٹا یا چرا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ ہاں اگر تیسرے سے کم حصہ کٹا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

[جامع الترمذی:ج1،ص275،باب الاضاحی، ردالمحتار:ج9،ص537،کتاب الاضحیہ]

- اگر جانور کا سینگ ٹوٹا ہوا ہے لیکن جڑ سے نہیں اکھڑا تو اس کی قربانی جائز ہے اور اگر جڑ سے اکھڑ چکا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

[سنن الطحاوی:ج2،ص271باب العیوب التی لایجوزالهدایاوالضحایا،ردالمحتار:ج9 ص535 کتاب الاضحیہ]

- جانور کی دم اگر تہائی سے کم کٹی ہوئی ہو تو قربانی جائز ہے اگر تہائی یا اس سے زائد کٹی ہوئی ہو تو قربانی جائز نہیں ہے۔

[اعلاء السنن: ج17ص237، فتاویٰ عالمگیریہ: ج5ص368]

● گائے یا بھینس وغیرہ کا ایک تھن خراب اور باقی تین ٹھیک ہوں تو قربانی جائز ہے اور اگر دو تھن خراب ہوں تو قربانی جائز نہیں۔ اسی طرح بکری وغیرہ کا ایک تھن خراب ہو تو قربانی جائز نہیں۔

[المعجم الاوسط: ج2ص374 رقم 3578، فتاویٰ عالمگیریہ ج5ص683]

● جانور اگر اندھا ہو یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی نہ ہو تو اسکی قربانی جائز نہیں ہاں اگر روشنی تہائی سے کم جاتی رہے تو قربانی جائز ہے۔

[فتاویٰ عالمگیریہ ج5ص368]

● ذبح کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان ہو، لہذا مشرک، مجوسی، بت پرست، اور مرتد کا ذبیحہ حرام ہے۔

[بدائع الصنائع ج4ص164]

● گوشت کا حکم: افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں ایک حصہ اپنے گھر کے لیے، ایک حصہ رشتے داروں اور دوست واحباب کے لیے اور ایک حصہ فقراء و مساکین میں تقسیم کیا جائے، ہاں اگر عیال زیادہ ہوں تو سارا گوشت خود بھی رکھ سکتے ہیں۔

[فتاویٰ عالمگیریہ ج5ص371-370]

● اگر قربانی کے جانور میں کئی حضرات شریک ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازے سے تقسیم کرنا جائز نہیں۔

[البحرالرائق: ج8ص198]

● قربانی کا گوشت فروخت کرنا یا اجرت میں دینا جائز نہیں۔

[بدائع الصنائع ج4ص225]

● قربانی کی کھال اپنے ذاتی استعمال میں لا سکتے ہیں مثلاً مصلیٰ، مشکیزہ وغیرہ بنا سکتے ہیں البتہ اس کو فروخت کر کے قیمت استعمال میں لانا جائز نہیں بلکہ فقراء کو دینا واجب ہے۔

[عالمگیری ج3 ص 372]

نیز کھال کی قیمت مسجد کی تعمیر میں نہیں لگائی جاسکتی اسی طرح کسی فلاحی ادارہ میں بھی اس کا خرچ کرنا درست نہیں کیوں کہ اس میں ضروری ہے کہ اس کا فقراء و مساکین کو مالک بنادیا جائے، لہذا بہتر یہ ہے کہ قربانی کی کھال کسی دینی مدرسہ اور جامعہ کے طلباء کو دی جائے کیوں کہ اس میں ان کی امداد کرنے کا ثواب بھی ہے اور علم دین کے احیاء کا سبب بھی۔